نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰ھ

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی للعہ
ششماہی
سہ ماہی
بیرون ہند

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۴۲ | مورخہ ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۲۴ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۶ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۳ھ | جلد ۱۲

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

خدا کے فضل و کرم سے خاندان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خیر و عافیت ہے۔ حضرت نواب صاحب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے خاندان بھی بخیریت ہیں۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب سیالکوٹ سے واپس تشریف لے آئے۔ جہاں عیسائیوں نے مباحثہ پر آمادگی ظاہر کر کے پھر مباحثہ نہ کیا۔ اور پادری کننگس صاحب تاریخ مقررہ پر کہیں روپوش ہو گئے۔ جناب مفتی صاحب کے وہاں کامیاب لیکچر ہوئے۔

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرماویں۔

جناب ڈاکٹر فضل کریم صاحب نے ان مریضوں کو جو نور ہسپتال میں نہیں جا سکتے۔ مسجد مبارک کے پاس کتاب گھر کی دوکان میں دیکھنا شروع کر دیا ہے۔ مقبور تمند اصحاب فائدہ اٹھا رہے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا پانچواں مکتوب گرامی

جماعت احمدیہ کے نام

کانفرنس مذاہب میں کامیاب لیکچر اور اس کا اثر

افسردہ کن خبریں کام کی کثرت اور طبیعت کی ناسازی

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ تعالیٰ کا یہ ۲۵ ستمبر کا لکھا ہوا مکتوب بنام جماعت احمدیہ ۱۳ اکتوبر کی ڈاک سے پہنچا ہے:۔

برادران! السلام علیکم۔ جیسا کہ آپ لوگوں کو تاروں سے معلوم ہو چکا ہو گا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے لیکچر بہت کامیاب ہوا۔ اور جس قدر آدمی ہمارے لیکچر میں تھے۔ اور کسی لیکچر میں نہ تھے۔ جگہ باقی نہ رہی تھی اور لوگوں نے نہایت غور سے سنا۔ اور بعد میں سر تھیوڈور ماریسن اور دوسرے لوگوں نے مبارکباد دی۔ اور آدھ گھنٹہ تک مختلف دوستوں کو گھیرے کھڑے رہے اور باتیں کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس علاقہ میں اسقدر شہرت اسلام کی ہو گئی ہے اور احمدیت کا نام مشہور ہو گیا ہے کہ اگر آئندہ محنت سے کام کیا جائے۔ تو بہت بڑی کامیابی کی امید ہے۔

میر صاحب کی وفات کی خبر سے کل سے طبیعت افسردہ ہے

اور ادھر کل ایک لیکچر ہے۔ اس کے لئے مضمون لکھ رہا ہوں اسلئے طبیعت میں عجیب قسم کی بے چینی ہے۔ کام چھوڑا نہیں جا سکتا۔ اور طبیعت کا ضعف اور متواتر پریشان کرنے والی خبروں کا اثر چاہتا ہے۔ کہ کام میں وقفہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنا رحم فرمائے۔ مجھے کچھ دن اسہال سے آرام رہا تھا کل سے پھر اسہال شروع ہو گئے ہیں۔ اور بخار تیز ہو گیا ہے۔ بھوک بالکل بند ہو گئی ہے۔ اور کھانسی کی بھی شکایت ہے۔

میں نے چلنے سے پہلے کہا تھا کہ آپ لوگوں کو وہ کچھ معلوم نہیں۔ جو مجھے معلوم ہے۔ اگر آپ لوگوں کو معلوم ہوتا۔ تو آپ مجھ پر رحم کرتے۔ سو آپ نے اب دیکھ لیا ہے۔ کہ برابر افسردہ کرنے والی خبریں چلی آ رہی ہیں۔ میں دیکھ رہا تھا کہ افسردگی اور غم کے دن آ گئے ہیں۔ اور ان دنوں میں قادیان سے باہر جانا مجھ پر سخت دو بھر تھا۔ میں نے بعض ایسے نظارے دیکھے تھے۔ جن کی تعبیر یہ تھی۔ کہ ہموم پیش آنیوالے ہیں۔ دو تین دفعہ ایسی خوابیں دیکھیں۔ کہ جن سے معلوم ہوتا تھا کہ میر صاحب جلد فوت ہونے والے ہیں۔ اسی طرح بعض اور امور بھی رؤیا میں دیکھے۔ خدا تعالیٰ کرے بقیہ اخبار غم خوشی سے مبدل ہو جائیں۔ اور یہ اس کی طاقت سے بعید نہیں۔ قادیان میں ہیضہ کی شکایت وغیرہ کا واقعہ۔ قادیان کے بعض دوستوں پر مقدمہ۔ نعمت اللہ خان صاحب شہید کا واقعہ۔ مرکزی مالی حالت کی خرابی۔ میر صاحب کی وفات۔ بابو فضل کریم صاحب کی وفات۔ قادیان کے کئی دوستوں اور بعض عزیز بچوں کی وفات کی خبریں ان دنوں بارش کی طرح پہنچی ہیں۔ اوپر سے اپنی طبیعت کی بیماری اور کام کی کثرت نے ان کے اثر کو اور بھی زیادہ کر دیا ہے۔ اس وقت بھی کہ مضمون لکھ رہا ہوں بخار کی گرمی سے جسم پھنکا جا رہا ہے۔ اور سر درد کر رہا ہے۔ نادان دشمن اعتراض تو کرتا ہے۔ مگر اس کو کیا معلوم جو مجھے معلوم تھا اور ہے۔ اگر اُسے وہ سب تکالیف معلوم ہوتیں۔ جو مجھے معلوم تھیں۔ تو وہ اپنے گھر سے قدم باہر نہ نکالتا۔ مگر افسوس! کہ بعض لوگ پیدائشی اندھے ہوتے ہیں۔ اور اپنی نابینائی پر افسوس کرنے کی بجائے دوسروں پر تمسخر کرتے ہیں۔ خدا کرے کہ آئندہ کی آفات اور غموم سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے کہ وہ رحم کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ والسلام

خاکسار

مرزا محمود احمد

کابل کی بہیمیت اور مسلمان اخبار

امیر کابل کا فعل مسلمان کہلانیوالوں کیلئے باعث شرم ہے

اخبار مسلم لاہور اپنے ۱۷ر ستمبر کے پرچہ میں لکھتا ہے:-

"آجکل مسلم اخبارات میں مولوی نعمت اللہ خان صاحب قادیانی کے کابل میں سنگسار کئے جانے پر عجیب بحث چھڑی ہوئی ہے۔ الفضل قادیانی حکومت افغانستان کو لعنت ملامت کر رہا ہے۔ سیاست زمیندار اس کے خلاف حکومت افغانستان کے اس فعل کو جائز اور مناسب تصور فرما رہے ہیں۔ اگر مولوی نعمت اللہ خان صاحب محض قادیانی ہونے کی بناء پر سنگسار کئے گئے۔ تو واقعی حکومت کی غلطی ہے۔ کیونکہ حکومت افغانستان مسلمان حکومت ہے۔ اور مسلمانوں کے رہبر صادق نے فرمایا ہے۔ کہ مسلمان وہ ہے۔ جو توحید پرست اور فرمان نبوی صلعم کا تابع ہو۔ یہی اسلام کے اصول ہیں۔ اب اگر انصاف اور غور سے دیکھا جائے۔ تو درحقیقت قادیانی جماعت توحید اور اتباع رسول آخر الزمان یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر نہیں۔ بلکہ مقر ہے۔ اور وہ ان دونوں اصولوں کو اپنا ایمان بتاتی ہے۔ اختلاف فروعی کی بنیاد پر کوئی مسلمان مُرتد نہیں ہو سکتا۔ جب صدق دل سے اپنے آپ کو مسلمان کہلانیوالا شخص مُرتد نہیں ہو سکتا۔ تو حکومت افغانستان کا یہ فعل کہ مولوی نعمت اللہ خان صاحب کو محض مرزا صاحب کا پیرو ہونے کی وجہ سے مرتد قرار دیا۔ اور پھر اس خام خیالی پر سنگسار کر دیا۔ مسلمان کہلانے والوں کے لئے باعث شرم ہے اور اگر مولوی نعمت اللہ خان صاحب نے کوئی سیاسی جرم کیا تھا۔ تو ہماری نگاہوں میں حکومت افغانستان کا یہ فعل ہرگز قابل اعتراض نہیں۔ اسلامی تنظیم کے دلدادہ۔ ذرا اسلامی اصول پر غور کریں۔ اور سفینۂ حیات اسلامیہ کو افتراق و انشقاق کے بھنور میں تباہ ہونے سے بچائیں۔ تاوقتیکہ جملہ اسلامی فریق متحد ہو کر تنظیم کی کوشش نہ کرینگے۔ اسلامی تنظیم ہرگز کامیاب نہ ہوگی۔"

کیا لا اکراہ فی الدّین کے یہی معنی ہیں؟

اخبار عالمگیر امرتسر مورخہ ۸ر ستمبر رقمطراز ہے:-

"کابل سے ایک برقی پیغام آیا ہے کہ ۳۱ر اگست کو مولوی نعمت اللہ خان قادیانی کو سنگسار کر دیا گیا ہے۔ ایک مہینہ ہوا۔ جب سے حکومت افغانیہ نے انہیں قید کر رکھا تھا۔ کیا لا اکراہ فی الدین کے یہی معنے ہیں؟"

امیر کابل کے ظالمانہ فعل پر اظہار رنج

شیعہ معاصر ذوالفقار اپنے ۸ر اکتوبر کے پرچہ میں لکھتا ہے:-

"معاصر فرشتہ اس بات پر سیخ پا ہو رہا ہے کہ ہم امیر افغانستان کو متعصب کہتے ہیں۔ ہمیں اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس نے مولوی نعمت اللہ ایک احمدی مسلمان کو صرف احمدی ہونے کی وجہ سے قتل کرنے کا بے رحمی کے ساتھ حکم دیا۔ اور وہ سنگسار کر دیا گیا۔ اس لئے کہ وہ احمدی مذہب کی کابل میں تبلیغ کرتا تھا۔ معاصر فرشتہ کا یہ لکھنا کہ وہ احمدی ہونے کی وجہ سے سنگسار نہیں ہوا۔ یہ معاصر کی بے علمی کی دلیل ہے۔ مولوی نعمت اللہ خان کا مقدمہ اور تینوں عدالتوں کے فیصلجات افغانی اور یورپ اور انڈیا کے تمام اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔ کہ مولوی نعمت اللہ خان صرف احمدی ہونے کی وجہ سے سنگسار ہوا ہے۔ اور معاصر خدا جانے کس سوراخ میں بیٹھا ہوا یہ راگ رٹ رہا ہے۔ کہ خوست والوں کا جاسوس تھا۔ اس لئے سنگسار ہوا ہے۔ ہمیں احمدی صاحبان سے مذہباً کوئی اتفاق رائے نہیں ہے۔ مگر انسانی ہمدردی یہ تقاضا کرتی ہے۔ کہ ہم امیر افغانستان کے اس ظالمانہ اور بے رحمانہ فعل پر اظہار رنج اور نفرین کریں۔ اور اس کو متعصب اور مذہبی دیوانہ اور نا قابل حکومت اور سلطنت کہیں۔ کسی والئے ملک کا یہ فرض منصبی نہیں ہے۔ کہ وہ اپنے مذہب سے اختلاف رائے رکھنے والے کمزور کسی فرقہ یا شخص کو موت کے گھاٹ اتارتا جائے۔ اور زبردست قوم کے دباؤ سے دبتا رہے۔ ہم بحیثیت ایک اخبار نویس ہونے کے امیر افغانستان کے اس فعل کے خلاف یہی الفاظ استعمال کرتے۔ اگر مولوی نعمت اللہ خان کی جگہ پر کوئی ہندو یا سکھ یا یہود و نصاریٰ بھی ہوتا۔ کیونکہ امیر افغانستان اور اس کے علماء صاحب شریعت نہیں ہیں۔ اس کے مقابلہ میں اسلام کے ۷۲ فرقہ کے مسلمان تصدیق کرتے ہیں۔ کہ امیر اور اس کے علماء اور دیگر اس کے ہم مذہبوں نے شریعت اسلام کو سمجھا ہی نہیں ہے اندریں حالات وہ کسی کو سنگباری کی موت مار دینے کا کیا حق رکھتا ہے۔ جو اس کے مذہب کی تائید نہیں کرتے۔"

احباب کو اطلاع

جناب حافظ روشن علی صاحب بحیثیت افسر ڈاک حضرت خلیفۃ المسیح لنڈن سے تحریر فرماتے ہیں کہ جن اصحاب نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کو حضرت اقدس سے دعا کرانے کے لئے درخواست دی تھی۔ ان کے نام لکھ کر حضور کو دیئے گئے ہیں۔

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)

الفضل

یوم پنجشنبہ - قادیان دارالامان - ۱۶ ار اکتوبر ۱۹۲۴ء

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پورٹسمتھ میں

باشندگانِ پورٹسمتھ کو آسمانی پیغام

(مکرم جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کی رپورٹ)

پورٹسمتھ کے احمدی

پورٹسمتھ جنوبی ساحل انگلستان پر ایک خوبصورت قصبہ ہے (یہاں کی اصطلاح میں اسے قصبہ ہی کہتے ہیں۔ اگرچہ بلحاظ آبادی وہ لاہور سے بڑا ہے) یہاں کے بعض احباب کی تحریک پر ۱۴ ستمبر ۱۹۲۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح کے دو لیکچر یونیورسل چرچ میں مقرر ہو چکے تھے۔ ایک مسیح کی آمد ثانی پر دوسرا پیغام آسمانی پر تھا۔ پورٹسمتھ میں کچھ عرصہ پیشتر ایک احمدی جماعت قائم ہوئی تھی۔ مگر بعد میں انکی تعلیم و تربیت کی طرف سے غفلت ہوئی۔ اور اب صرف دو کنبے باقی ہیں جن میں پانچ احمدی ہیں۔ لیکن مخلص اور صادق۔ ان میں سے ایک اپنے زمانہ سابق میں (احمدیت سے پیشتر) مقامی لیبر پارٹی کا ایک سرگرم کارکن اور پرجوش سکرٹری تھا اور بھی متعدد سوسائٹیوں کا بہترین کارکن تھا۔ مگر احمدیت کے بعد اس نے ان تعلقات کو قطع کر لیا۔

لنڈن سے دس بجے کے بعد ہم واٹرلو سٹیشن سے روانہ ہوئے اور بارہ بجے کے قریب پورٹسمتھ سٹیشن پر پہنچے۔ ان احمدیوں میں سے ایک شخص برادر یونس سٹیشن پر تھے۔ مگر وہ ہم سے اور ہم ان سے ناواقف تھے۔ تاہم اس نے ہماری پگڑیوں اور ہندوستانی لباس کی وجہ سے پہچانا۔ اور نہایت ہی محبت اور اخلاص سے ملا۔ چودھری فتح محمد صاحب اور ملک غلام فرید صاحب پہلے سے پورٹسمتھ آئے ہوئے تھے مگر ان کو خیال تھا کہ ہم دوسری گاڑی پر آئینگے۔ اس لئے وہ سٹیشن پر نہ آسکے تھے۔ بہرحال وہاں سے ہم نے چودھری صاحب کو شہر میں آکر لیا۔ اور رائل پیر ہوٹل میں جو ساحل سمندر پر واقع ہے۔ قیام کیا۔

پہلا لیکچر

پہلے لیکچر کا وقت ساڑھے تین بجے تھا۔ اس لیکچر کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے مولوی محمد دین صاحب مبلغ امریکہ کو مقرر کیا تھا۔ اس سے آپ کی غرض نمایاں ہے۔ آپ دیکھنا چاہتے تھے۔ کہ آپ کے فرستادہ مبلغ کیسی تقریریں کرتے ہیں۔ بہرحال وقت معینہ پر ہم پہونچے۔ دروازہ پر استقبال ہوا۔ اور گرجا کے پادری نے نہایت احترام کے ساتھ حضرت کو خوش آمدید کہا۔ یہ یونیورسل چرچ ہے۔ اگرچہ وہ عیسائی ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی ان میں ایسی وسعت خیالی پیدا ہوئی ہے۔ کہ وہ اتحاد مذاہب کے بھی خواہاں ہیں۔ یہ ارتقائی تحریک اگر ان میں جاری رہی۔ اور اخلاص کے ساتھ وہ ان خیالات میں ترقی کرتے رہے۔ تو انشاء اللہ وہ دن دور نہیں کہ یہ لوگ اپنی حقیقی تسلی اور اطمینان اسلام ہی میں پائیں۔ اس قسم کے خیالات سے تعصب کم ہو جاتا ہے۔ اور وسعت قلبی پیدا ہو جاتی ہے۔ ہال میں داخل ہونے پر انہوں نے اپنے طریق پر اپنی عبادت کو ختم کیا۔ اور پھر گرجا کے پادری مسٹر ایبٹ نے حضرت خلیفۃ المسیح کو ان الفاظ میں انٹروڈیوس کیا۔

حضرت اقدس کا انٹروڈیوس

آج کی دوپہر کو ہم خوش قسمتی سے ایک خاص ملاقات کا موقعہ رکھتے ہیں۔ خاص ملاقات میں اس لئے کہتا ہوں۔ کہ ہم ایک ایسے شخص کو اپنے مجمع میں موجود پاتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس کے قرب کی عزت اس کو حاصل ہے۔ خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ آخری زمانہ میں دنیا کا ایک رہنما آئیگا۔ یہ وعدہ ہم کو دنیا کی مذہبی تاریخ میں عام معلوم ہوتا ہے۔ اور دنیا اس آنیوالے ماسٹر (استاد) کی منتظر ہے پس اس آنیوالے رہنما کے متعلق آپ آج اس شخص کے منہ سے سنیں گے۔ جو خدا تعالیٰ کا قرب رکھتا ہے۔ اور جس شخص کا باپ خدا کا رسول تھا۔ اس وقت وہ مسیح کی آمد ثانی پر تقریر کرینگے اور اسی جگہ شام کو پیغام آسمانی سنائینگے۔

چونکہ تم لوگ جو یہاں موجود ہو۔ اتحاد مذاہب کو پسند کرتے ہو۔ اس لئے مجھے کسی معذرت کی ضرورت نہیں۔ ہمارا یہ چرچ یونیورسل چرچ ہے۔ کسی خاص گروہ یا جماعت کے لئے مخصوص نہیں۔ پس یہ ہماری خوش قسمتی ہے۔ کہ ہم ایسے شخص کے منہ سے آسمانی پیغام اور مسیح کی آمد ثانی کے متعلق سنیں گے۔ خدا تعالیٰ اپنی برکات ہم پر نازل کرے۔ اور اس اتحاد مذاہب میں ہم پائینیر ہوں۔ اور وہ پاکیزگی ہم کو نصیب ہو۔ جو اس کی برکات کو لاتی ہے۔ خدا تمہیں برکت دے۔

چونکہ اس وقت کے لئے مولوی محمد دین صاحب کو مقرر کیا گیا تھا۔ اور پادری صاحب نے جن کا نام مسٹر ایبٹ ہے۔ اس لیکچر کے لئے بھی حضرت اقدس ہی کا نام مشتہر کیا اس لئے ان کو کہدیا گیا کہ اس وقت جو لیکچر ہو گا۔ وہ حضرت کی ہدایات کے ماتحت آپ کا ایک غلام دیگا۔ چنانچہ اس نے دوبارہ کھڑے ہو کر کہا۔

مولوی محمد دین صاحب کا لیکچر

اس وقت مسیح کی آمد ثانی پر جو تقریر ہو گی۔ وہ حضرت اقدس کے ایک خادم کرینگے۔ جن کو آپ نے ہدایات دیدی ہیں۔ خود حضرت اقدس کی تقریر شام کو ہو گی۔ اس کے بعد مولوی محمد دین صاحب اس میز پر کھڑے ہوئے۔ جو اس گرجا میں عیسویت کے اعلان و تبلیغ کے لئے مخصوص ہے۔ خدا کی عجب شان تھی۔ کہ اسی میز پر سے آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک خادم کھڑا ہو کر عیسویت موجودہ کا بطلان کر رہا ہے میں اس کا نام بطلان ہی رکھتا ہوں۔ مسیح کی آمد ثانی کے مضمون پر جبکہ عیسوی نقطہ خیال کی غلطیوں کا اظہار کیا جا رہا تھا۔ اور انکو بتایا جا رہا تھا۔ کہ جس مسیح کے تم منتظر ہو۔ وہ اب نہیں آئیگا۔ اور آنیوالا آگیا۔ تو عیسویت کے بطلان میں کیا شک رہا۔

مولوی محمد دین صاحب نے ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر کی۔ اور نہایت قابلیت اور جوش سے کی۔ ایسے جوش سے جو ان کو اپنے مقصد اور مطلب سے الگ نہ ہونے دیتا تھا۔ انہوں نے اپنی تقریر کو لکھ لیا تھا۔ مگر تقریر انہوں نے زبانی ہی کی۔ مولوی محمد دین صاحب کی تقریر انجیلی شواہد پر مبنی تھی۔ اور آمد ثانی کے متعلق انجیلی بیانات کی تشریح تھی۔

مولوی صاحب کی تقریر کا جو خلاصہ یہاں دیا جا سکتا ہے وہ اسی قدر ہے۔ کہ میں ان کی تقریر کی تقسیم و ترتیب بتا دوں ڈیڑھ گھنٹہ تک وہ تقریر کرتے رہے۔ ان کی تقریر مندرجہ ذیل حصوں میں منقسم تھی:-

(۱) آخری زمانہ میں ایک مصلح کی آمد کا عقیدہ ایک اجماعی اور مشترکہ عقیدہ ہے۔

(۲) مسیح ناصری نے آمد ثانی کا کیا مفہوم بیان کیا ہے۔ یعنی جب کسی شخص کی دوبارہ آمد موعود ہو۔ تو اس سے مسیح ناصری کے

فیصلہ کے موافق کیا مراد ہوتی ہے۔ آیا وہ شخص خود آتا ہے یا اس کی قوت وطاقت میں کوئی دوسرا اس کا مثیل ہو کر آتا ہے؟

(۳) آسمان سے کون آسکتا ہے؟ اسی ضمن میں رفع آسمانی کی حقیقت

(۴) مسیح کی آمد ثانی کے متعلق نشانات وتنبیہات۔

(۵) مسیح کی آمد ثانی کہاں ہوگی یورپ میں یا یروشلم میں یا انڈیا میں

(۶) آنیوالا مسیح آگیا۔ جس کی آنکھیں دیکھنے کی ہوں دیکھے۔ اور جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ اور وہ احمد قادیانی ہے۔

ان حصص کے متعلق انہوں نے نہایت قابلیت کے ساتھ انجیل ہی سے اپنے دعویٰ کو ثابت کیا۔ انہوں نے بتایا کہ عیسائی یہود زرتشتی۔ ہندو۔ مسلمان سب آخری زمانہ میں ایک مصلح کے آنے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ گو وہ اس کے نام جدا جدا رکھتے ہیں۔ اور پھر حضرت مسیح کے فیصلہ الیاس کا ذکر کر کے بتایا کہ دوبارہ آنیوالے سے وہی شخص مراد نہیں ہوتا۔ اور ضمن میں مسیح کے اس قول کی تفسیر کی کہ آسمان سے وہی آتا ہے۔ جو خود آسمان پر جاوے۔ اور مسیح کی آمد ثانی کے متعلق جو نشانات انجیل میں بیان ہوئے ہیں۔ ان کو بیان کیا۔ اور ان آثار اور حالات کو مدنظر رکھ کر مسیح کی آمد ثانی کے وقت کی تعیین کر کے بتائی کہ اسے کس وقت آنا چاہیئے۔ اور پھر انجیل ہی سے یہ دکھایا کہ اس کے آنے کی جگہ ہندوستان ہے۔ اور آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بشارت دی۔

حاضرین نے اس تقریر کو نہایت اطمینان اور تسلی سے سنا اور وہ خاموشی کے ساتھ آخر وقت تک سنتے رہے۔ تقریر کے خاتمہ پر مسٹر ایبٹ نے مختصر تقریر میں مولوی صاحب کے بیان کی تعریف کی۔ اور کہا کہ میں چاہتا ہوں۔ کہ وہ اور بھی بیان کریں۔ مگر تنگی وقت کی وجہ سے انہوں نے ختم کر دیا۔ اس کے بعد ہم اٹھ کر ایک کمرہ میں جو اسی ہال سے ملحق ہے۔ یعنی اسی کا ایک حصہ ہے۔ چلے آئے۔ اور یہاں آکر مسٹر ایبٹ نے حضرت سے دعا کی خواہش کی اور بعض لوگوں کو اس نے حضرت اقدس سے ملایا۔ اسی سلسلہ میں وہ احمدی مسلمان بھی حضرت سے ملے۔ جو اپنی بیوی سمیت حاضر تھے۔ چونکہ وقت بہت تھا۔ حضرت واپس ہوٹل کو تشریف لے آئے۔ اور وہ دو نومسلم بھی ساتھ ہی آئے۔ اور یہاں ساتھ انہوں نے نمازیں پڑھیں۔

پورٹسمتھ میں مسجد کی تعمیر کا خیال

حضرت خلیفۃ المسیح کو یہاں کے نومسلموں کے اخلاص اور محبت کو دیکھکر بہت خوشی ہوئی۔ آپ ان کے اسلامی نام دریافت کرتے رہے۔ اور ان کے بچوں کے حالات پوچھ کر پورٹسمتھ کی اسلامی ضروریات پر دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ آپ کا منشاء ہے۔ کہ یہاں مسجد وغیرہ کے لئے زمین خرید کی جائے۔ اور تبلیغ اسلام کے مختلف پہلوؤں پر گویا نومسلموں سے مجلس مشاورت تھی۔ حضرت اس کا احساس فرماتے تھے۔ کہ ان کی تعلیم وتربیت میں ہماری طرف سے کوتاہی ہوئی ہے۔ پورٹسمتھ میں تبلیغ اسلام کے راستے زیادہ آسان ہو سکتے ہیں۔ بعد چار حضرت دوسرے لیکچر کے لئے تشریف لے گئے۔ اور شام کے کھانے کے لئے ان نومسلموں کو معہ ان کے خاندان کے دعوت دی۔

یونیورسل چرچ میں پیغام آسمانی

شام کے لیکچر کے لئے جب ہال میں ہم پہنچے۔ تو ہال بالکل بھرا ہوا تھا۔ اور سوائے ان نشستوں کے جو ہمارے لئے آگے رکھی گئی تھیں کوئی جگہ باقی نہ تھی۔ مسٹر ایبٹ نے جلد جلد اپنی شام کی سروس کو ختم کیا۔ اور حضرت اقدس کے لیکچر کے لئے اپنی جماعت کو تقریب کی۔ اس نے کہا۔ کہ اس شام کو جو تقریر آپ سنیں گے وہ اس شخص کی تقریر ہے۔ جو خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور دس لاکھ آدمیوں کا امام ہے۔ اور ہولی ماسٹر (پاک استاد) کا پاک بیٹا اور جانشین ہے۔ وہ ہولی ماسٹر جو خدا کا رسول تھا۔

ہماری دنیا کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ ایسا پاک استاد اتحاد مذاہب کے لئے آیا ہے۔ اور ہمارے یونیورسل چرچ کے لئے یہ فخر کا مقام ہے۔ کہ اس کا پیغام سب سے پہلے اس جگہ سنا جائیگا۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ وہ تمہیں آسمانی پیغام ہی نہیں سنائیگا بلکہ وہ وہ ہے جو تمہیں آسمان پر لے جائیگا یہ بہت ہی خوشی کا مقام ہے۔ کہ ہم اکٹھے ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ میرے دوست اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ ہم سب بھائی ہیں۔ خواہ کسی قوم اور ملک کے ہوں۔ اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے۔ کہ ہم یہاں آج ایک ایسے مقصد کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ جو اس اخوت کو بڑھانے والا ہے۔

"یور ہولی نس! ہم سب آپ کو یہاں تشریف آوری پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ اور اس مہربانی کے لئے جو آپ نے ہم کو آسمانی پیغام سنانے کے لئے کی ہے۔ شکریہ ادا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس پاک مقصد میں کامیاب کرے اور برکت دے۔ میں نے ذکر کیا ہے کہ ہز ہولی نس کا باپ ایک مقدس انسان تھا۔ جس نے خدا کے لئے سب کچھ قربان کر دیا تھا اس کی پاک زندگی نے بہتوں کو خدا کے قریب کر دیا۔ اس نے بڑی بڑی پیشگوئیاں کی ہیں۔ اگر تم ان کو پڑھو گے۔ تو تم کو معلوم ہوگا کہ وہ کتنا بڑا انسان ہے۔ اس کے مقدس بیٹے کے منہ سے آج ہم وہ مقدس پیغام سنیں گے۔ جو آسمان سے آتا ہے۔ میں کہہ چکا ہوں کہ ہز ہولی نس اتحاد مذاہب کے لئے آئے ہیں۔ اور اب میں ادب سے عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنا پیغام سنائیں۔

حضرت اقدس کا آسمانی پیغام

یہ کہکر مسٹر ایبٹ اپنی جگہ بیٹھ گیا اور حضرت اقدس اس میز پر کھڑے ہوئے جو اس مقصد کے لئے ہال میں رکھا ہوا تھا۔ جس پر آج مسیح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام بلند ہو چکا تھا۔ حضرت اقدس کی حالت میں ایک ربودگی نمایاں تھی۔ میری آنکھ کے سامنے وہ نقشہ تھا۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خطبہ الہامیہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ میں انکو اعتقادی اثر نہیں سمجھتا۔ اس لئے کہ میری طبیعت ہر معاملہ کو نکتہ چینی کی نگاہ سے دیکھنے کی عادی ہے۔ مگر یہ حقیقت کبھی چھپا نہیں سکتا۔ حضرت اقدس کے چہرہ پر ربودگی تھی۔ اور یہ پیغام وہ خدا کی ایک نفیری یا صور کی طرح پھونکنے والے تھے۔

انگریزی زبان میں تقریر کرنا خواہ وہ لکھی ہوئی کیوں نہ ہو۔ کار دارد۔ پھر ایسی جماعت کے سامنے جو انگریزوں کی ہو۔ جنمیں علماء اور ہر طبقہ کے لوگ ہوں۔ حضرت اقدس کا خیال یہ تھا کہ میں تھوڑا سا حصہ پڑھ کر چودھری ظفر اللہ خان صاحب کو دیدوں گا۔ مگر جب وقت آیا تو آپ نے ہی اس کو ختم کیا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ میری آنکھوں کے سامنے وہی نظارہ آگیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ چند کلمات بولوں گا۔ مگر پھر اتنی وسیع تقریر کی۔ کہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا تماشا نظر آتا ہے۔

یہاں بھی وہ علمی معجزہ نظر آیا کہ کھڑے تو ہوئے تھے۔ کہ میں لکھی ہوئی تقریر کا کچھ حصہ پڑھ کر چودھری صاحب کو ختم کرنے کے لئے دیدوں گا۔ مگر جب کھڑے ہوئے تو قریباً پندرہ منٹ تک آپ تمہیدی تقریر برجستہ کرتے رہے۔ وہ تقریر ایسی نہ تھی کہ جس کے دو تین فقرے ہر شخص بول سکتا اور یاد کر لیتا ہے۔ بلکہ تقریر کے پڑھنے سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ اس میں کیا ہے۔

حضرت اقدس کی پہلی زبانی انگریزی تقریر

حضرت اقدس اس سے پہلے ایک انگریزی تقریر ایک مجمع کے سامنے کر چکے ہیں مگر وہ لکھی ہوئی تھی۔ جسے آپ نے پڑھ دیا۔ اس لئے پہلی تقریر کہلانے کا حق پورٹسمتھ کی اس تقریر کو ہے آپ نے تشہد کے بعد حسب ذیل تقریر فرمائی۔

میں سب سے پہلے معذرت کرتا ہوں کہ میں انگریزی نہیں بول سکتا۔ اس سفر سے پہلے مجھ کو کبھی انگریزی بولنے کا موقعہ نہیں ملا۔ اسلئے میری انگریزی بولنے کی عمر صرف ایک ماہ ہے۔

میرا یہ طریق ہے کہ میں اپنا لیکچر اردو میں لکھتا ہوں۔ اور میرا ایک بھائی اور مرید انگریزی میں ترجمہ کرتا ہے۔ اور وہی اسے پڑھ دیتا ہے۔ یہ لیکچر بھی اسی طریق پر لکھا گیا ہے لیکن میں اسے خود پڑھتا ہوں۔ جس قدر ممکن ہوگا۔ میں پڑھوں گا۔ اور اگر مجھے تکلیف ہوئی تو اپنے کسی بھائی کو جو میرا مرید بھی ہے۔ دیدوں گا کہ وہ اسکو پڑھ دے۔

آج میں نے مسٹر ایبٹ کو یونیورسل ریلیجن (عالمگیر مذہب) پر بولتے سنا۔ میں بہت ہی خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ وہ عظیم الشان انسان جس نے سب سے پہلے عالمگیر مذہب کو دنیا میں پیش کیا۔ وہ ہمارے نبی کریم محمد صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ اسی طرح اتحاد بین المذاہب کی تعلیم عملی طور پر سب سے پہلے جس نے پیش کی۔ وہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ نے ان اصول اور ہدایتوں کو وضاحت سے بیان کیا ہے۔ جن سے دنیا کے مذاہب مختلف میں اتحاد قائم ہو سکتا ہے۔ آپ کی عملی زندگی میں سے میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں کہ کس طرح پر آپ نے ان لوگوں کے ساتھ جو آپ سے مذہبی اختلاف رکھتے تھے۔ برتاؤ کیا ہے۔ اور دنیا کو آپ نے اس سے سبق دیا ہے۔ کہ اتحاد بین المذاہب کے لئے پہلا عملی قدم کس طرح اٹھایا جاتا ہے۔ عرب کے ایک جنوبی حصہ نجران سے عیسائیوں کی ایک جماعت آپ کے پاس آئی۔ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے اپنی عبادت کے لئے چاہا کہ باہر جا کر اپنی عبادت کریں مگر آپ نے فرمایا۔ باہر جانے کی ضرورت نہیں۔ تم اپنے عقیدہ کے موافق ہماری اس مسجد میں آزادی کے ساتھ عبادت کر سکتے ہو۔ چنانچہ ان لوگوں نے جو عیسائی تھے۔ اپنی عبادت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں کمال آزادی سے اپنے طریق پر ادا کی۔ اور ان سے کوئی تعرض نہ کیا گیا۔ پھر اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے نمونہ سے یہی دکھایا ہے۔ اور ہمارے مقدس بانی نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عمل کے موافق ہر مذہب کے لوگوں کو آزادی دی ہے۔ کہ وہ ہماری مسجد میں آکر تقریر کریں چنانچہ ہماری مسجدوں میں ہندو بھی آکر اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہے۔ پس یہ تعلیم اور یہ خیال اسلام نے پیدا کیا ہے۔ مجھے بہت خوشی ہے۔ کہ یہاں آپ لوگ اس پر عمل کر رہے ہیں۔ خدا تعالے اپنے فضل سے اسلام کی دوسری ہدایات اور تعلیمات پر بھی عمل کرنے کی توفیق دے۔ اب میں اپنی اصل تقریر شروع کرتا ہوں۔ جو پیغام آسمانی پر ہے ؛

اس کے بعد حضرت نے اپنی تقریر شروع کی۔ اور اسے تمام و کمال آپ ہی نے پڑھا۔ اس سے پہلے آپ نے اس کے لئے کوئی طیاری نہیں کی تھی۔ آپ کا خیال یہی تھا۔ کہ میں ایک دو صفحہ پڑھ کر چودھری ظفر اللہ خان صاحب کو دیدوں گا۔ لیکن ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہو سکتی۔ جب کہ حضرت نے آپ انگریزی میں سارا لیکچر پڑھا۔ جو تقریباً ایک گھنٹہ کا مضمون ہو گا

لیکچر کا اثر

اس لیکچر کا جو اثر تھا۔ وہ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت اقدس جب لیکچر دیکر ایک کمرہ میں تشریف لے گئے۔ تو وہ کمرہ انگریز مردوں سے پر ہو گیا۔ اور اس کے باہر عورتوں کا ایک بڑا جمگھٹا تھا۔ چونکہ ان کو بتا دیا گیا تھا۔ کہ حضرت اقدس اور آپ کے خدام عورتوں سے مصافحہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے وہ اپنے طریق کے موافق آگے ہو کر جھک کر اظہار تعظیم کر کے پیچھے ہٹ جاتی تھیں۔ ان کے چہروں پر مسرت اور انبساط نظر آتا تھا۔ لیکچر کے بعد سب ہوٹل آ گئے۔ اور وہاں سب احباب مع مسٹر ایبٹ و دیگر نومسلم انگریزوں کے دستر خوان پر بیٹھے۔ اور مل کر کھانا کھایا

مسٹر ایبٹ اور چودھری ظفر اللہ خانصاحب کی تقریریں

کھانا کھا چکنے کے بعد مسٹر ایبٹ فوراً کھڑے ہو گئے اور انہوں نے ایک وجد آمیز کیفیت میں ایک مختصر سی تقریر کی۔ انگلستان کا یہ عام طریق معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب کوئی ایسی دعوتیں ہوتی ہیں۔ تو کھانے کے بعد مختصر تقریروں کا بھی تبادلہ ہوتا ہے۔ مسٹر ایبٹ نے مختصر الفاظ میں اس نادر اور قیمتی موقع پر اظہار مسرت و خوشی کیا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ہمارے درمیان یہاں موجود ہیں۔ اور آپ نے آسمانی پیغام سنا کر ہم کو بہت ممنون فرمایا ہے۔ آپ جس پاک مقصد کو لے کر آئے ہیں۔ ہم اس کی کامیابی کے لئے متمنی ہیں۔ چودھری ظفر اللہ خانصاحب (جن کو خدا تعالے نے اپنے خاص فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح کی لسان بنا دیا ہے۔ اور اکثر موقعوں پر یہ مایہ ناز عزت اور شرف انہیں مل چکا ہے۔ کہ ترجمانی کے اہم فرائض کو سرانجام دیں۔ اور اس طرح پر اللہ تعالے نے انہیں لسان خلافت کا شرف بخشا ہے۔) کھڑے ہوئے۔ انہوں نے ذرا بھی تامل اور توقف کے بغیر حسب ذیل تقریر کی ؛

میں حضرت خلیفۃ المسیح اور آپ کے خدام کی طرف سے مسٹر ایبٹ اور ان نومسلموں کا جو اس موقعہ پر موجود ہیں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حقیقت میں یہ بہت بڑی خوش قسمتی ہے۔ کہ آپ لوگوں کو یہ موقعہ نصیب ہوا۔ اور یہ ایک ایسا موقعہ ہے۔ کہ اگر آپ اس کی پھر خواہش بھی کریں یہاں تک کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی بھی خواہش ہو۔ تو بھی بہت ہی کم امکان ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مرکزی مصروفیتیں آپ کی اس قدر ہیں۔ کہ وہ اتنے دور دراز سفر کی اجازت نہیں دیتی ہیں۔ جماعت کی تعلیمی۔ روحانی اور تنظیمی ضروریات کا ایک وسیع سلسلہ ہے۔ اور اس تمام کاروبار کے لئے اتنا عملی نظام ہے کہ اس کی نگرانی اور ہدایات سے ذرا بھی فرصت نہیں ہو سکتی۔ آپ خود سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جس شخص کو ایک ملین کے قریب افراد جماعت کی روحانی اصلاح کا کام کرنا ہو۔ اور وہ افراد دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے ہوں۔ اسے کیونکر فرصت ہو سکتی ہے ؛

یہ تو خاص طور پر ایک موقعہ نکل آیا۔ کہ آپ تشریف لے آئے۔ پس آپ لوگ جن کو آپ کی اس پاک صحبت میں رہنے کا موقع ملا ہے۔ حقیقت میں بہت ہی خوش قسمت ہیں۔ اور آپ کی اولاد اس خوش قسمتی پر ہمیشہ فخر کریگی۔ یہ وہ دولت ہے۔ جو ہر شخص کو میسر نہیں آسکتی۔ پس آپ یقیناً بہت خوش قسمت ہیں۔ اور آپ کا اپنی خوش قسمتی کا اظہار لفظی نہیں۔ حقیقی اور تاریخی ہے۔ اس عرصہ میں جو کچھ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح سے سیکھا ہے۔ آپ کا فرض ہے۔ کہ آپ اسے دوسروں تک پہونچائیں کیونکہ جو شخص لے کر خرچ نہیں کرتا۔ وہ اور لینے کے دروازہ کو آپ بند کرتا ہے۔ پس اسے خرچ کرو۔ تاکہ تمہیں اور ملے۔ اس بخیل کی طرح نہ بنو۔ جو جمع کرتا ہے۔ اور خرچ نہیں کرتا اور اس سے وہ خود بھی فائدہ نہیں اٹھاتا ؛

تم اس چشمہ کی طرح بنو۔ جو زور سے ابلتا اور اپنے پانی سے دوسروں کو سیراب اور خوش وقت کرتا ہے۔ اگر اسے بند رکھا جاوے۔ تو اس میں زیادہ پانی نہیں آجاتا۔ لیکن اگر وہ جاری ہے۔ اور زور سے بہتا ہے۔ تو پانی اور بھی جوش کے ساتھ اس میں آتا ہے۔ یہی سنت خدا تعالے نے آسمانی علوم اور حکمت کے ساتھ رکھی ہے۔ کہ تم اسے خرچ کرو۔ تا تمہیں اور دیا جاوے۔ پس جن برکات کو تم نے ہز ہولی نس کی صحبت میں رہ کر لیا ہے۔ اور جس پیغام کو تم نے اس کے منہ سے سنا ہو اسے دوسروں تک پہنچاؤ۔ اور ان برکات کو دوسروں پر تقسیم کرو۔ تاکہ تمہیں برکت پر برکت ملے۔

چودھری صاحب کی اس تقریر کے بعد پھر مسٹر ایبٹ پھر کھڑے ہوئے۔ اور کہا۔ ہز ہولی نس! آج آپ کے ذریعہ سے جن برکات کو ہم نے پایا ہے۔ ان کے لئے میں پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ؛

نومسلموں سے تبادلہ خیالات

کھانا کھا چکنے کے بعد اور ان تبادلہ تقاریر کے بعد حضرت اقدس ڈرائنگ روم میں تشریف لے آئے۔ اور نومسلم مرد اور عورتیں اور آپ کے خدام بھی ساتھ ہی تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت اقدس نومسلم مردوں سے تبلیغ سلسلہ و اشاعت اسلام کے متعلق مختلف امور پر گفتگو کرتے رہے۔ اور پھر آپ نے نومسلم عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا :-

حضرت کا خطاب یورپین نومسلم عورتوں سے

اسلام کے راستہ میں یہاں (یورپ میں) سب سے بڑی مشکل عورت ہے۔ مرد بعض اوقات جب صداقت اسلام کے دلائل سنتے ہیں۔ تو وہ قبول کرنے لگتے ہیں۔ مگر عورتیں ان کی راہ میں روک ہو جاتی ہیں۔ اور ان غلط اور فرضی خیالات کی بنا پر کھینچنے لگتی ہیں۔ کہ اسلام عورت کے حقوق کو تلف کر دیتا ہے۔ حالانکہ اسلام نے جو حقوق عورت

کو دیئے ہیں۔ دنیا کے کسی مذہب نے نہیں دیئے۔ پس تم جنہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اگر اشاعت اسلام کے کام میں زیادہ دلچسپی لو۔ تو یہ کامیابی آسانی سے ہو سکتی ہے۔ نومسلم عورتوں کو چاہیئے۔ کہ اشاعت اسلام کریں۔ اور عورتوں کو بتائیں کہ اسلام ان کے حقوق کو تلف نہیں بلکہ قائم کرتا ہے۔ اور وہ مردوں سے کہیں۔ کہ ہم نے اسلام کا مطالعہ کیا ہے۔ اس کی صداقت کو سمجھا ہے۔ اور نجات دینے والا یہی مذہب ہے۔ اگر یہ طریق اختیار کیا جائے۔ تو زیادہ موثر ہوگا؛

تم یہ کام تب کر سکتی ہو۔ جب اسلام کو سیکھو۔ میں نے چند کتابیں اس وقت طبع کرائی ہیں۔ اور یہ کام تالیف کتب کا شروع کر دیا گیا ہے۔ آئندہ بھی اسی سلسلہ میں اور کتابیں اور قرآن مجید کا ترجمہ شائع کیا جائے گا۔ فی الحال یہ کتابیں جو طبع ہو گئی ہیں۔ میں وہ تمہارے لئے بھیجوں گا۔ تم ان کو پڑھو اور سمجھ کر پڑھو۔ مجھے امید ہے۔ کہ ہماری بہنیں جب انہیں پڑھیں گی۔ تو یہی نہیں۔ کہ ان کے دلوں میں اسلام کی صداقت پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہو جائے گی۔ بلکہ وہ اس کی تعلیم کو دوسروں کے سامنے پیش کر سکیں گی اور مخالفوں کے دلائل کو توڑ سکیں گی؛ مجھے امید ہے۔ کہ ہماری بہنیں ان کتابوں کو پڑھ کر زور سے تبلیغ کریں گی؛

اپنے اندر ایک تبدیلی کرو

ایک اور بات قابل غور ہے۔ کہ اگر تبدیل مذہب کے بعد انسان اپنے اندر کوئی پاک تبدیلی نہیں کرتا تو اسکا کوئی مذہب قبول کرنا محض ایک منہ کی بات ہے۔ کیونکہ اس تبدیلی کے لئے ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ وہ اس حقیقت کو سمجھے۔ جو اس مذہب کی ہے۔ جس کو اس نے قبول کیا ہے اس لئے ہماری بہنوں اور بھائیوں کو حقیقت مذہب سمجھ لینی چاہیئے۔ تاکہ وہ اس حقیقی روشنی کو پالیں۔ جو انسان کو خدا کی طرف لے جاتی ہے۔ اور اس کے قریب کرتی ہے۔ اور یہ حقیقی روشنی بدوں عمل کے میسر نہیں آتی۔ اس لئے عمل کی کوشش کرو تا تمہارے اندر وہ روشنی پیدا ہو جائے۔ جو تم کو ہر قسم کی تاریکی سے نجات دیگی۔ اور اس کے لئے تمہیں چاہیئے۔ کہ اپنے اندر پاک تبدیلی کرو۔ جو عمل سے میسر آئیگی۔ آخر تم جانتی ہو کہ سوسائٹی کے قوانین اور اداب کی پابندی تم کو کرنی پڑتی ہے۔ اور اس پابندی کو اتنا ضروری سمجھتی ہو۔ کہ اس کے بغیر گھر کے اندر اور باہر تم نکل نہیں سکتی ہو۔ اگر کوئی ڈاکٹر کہدے۔ کہ فلاں چیز کا کھانا مضر ہے۔ تو اسے فوراً چھوڑ دو گی۔ اسی طرح اگر مذہب میں یقین رکھتی ہو۔ کہ وہ خدا کی طرف سے ہے تو جب تک اس کی اتباع نہ کرو گی۔ کچھ فائدہ نہیں۔ اور یہی نہیں۔ کہ تم کو کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ بلکہ دوسروں کے لئے بھی تم روک ہو جاؤ گی۔ اس لئے کہ وہ کہیں گے کہ جب فلاں شخص کے اندر کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اور وہ اس کی تعلیم عمل نہیں کرتا۔ تو کیوں اس کو اختیار کریں۔ اگر اس میں کوئی حقیقت ہوتی۔ تو کیوں فلاں عمل نہ کرتا۔ پس جب ایک آدمی حقیقت مذہب کو سمجھ لیتا ہے۔ تو اسے عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ بغیر عمل کے حقیقت پیدا نہیں ہوتی۔ یہی وہ بات ہے۔ جو میں اپنے بھائیوں اور بہنوں سے کہنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ یہ غفلت نہ کریں۔

ہمارا قصور اور اسکی تلافی

میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ ہمارا بھی قصور ہے۔ کہ ہم نے لٹریچر نہیں دیا۔ مگر اب ہم نے کتابیں طیار کی ہیں۔ ان کو پڑھو اور ان کے موافق عمل کرو۔ اور ان کی اشاعت کرو ہم نے اپنا فرض ایک حد تک ادا کر دیا ہے۔ اب تمہارا فرض ہے۔ کہ پہلے خود علم حاصل کرو۔ پھر عمل کرو۔ اور پھر اسے دوسروں تک پہونچاؤ؛

اشاعت اسلام ہر ایک کا فرض ہے

ہر ممبر سلسلہ کا فرض ہے۔ کہ وہ مشنری ہو۔ تمام دنیا ہمارے خلاف ہے۔ اور ہمارا فرض ہے۔ کہ ان کو حقیقت سے واقف کریں۔ لیکن یہ کام صرف تنخواہ دار مبلغین کے ذریعہ کامیابی سے نہیں ہو سکتا نہ تو ہمارے ذرائع اتنے وسیع ہیں۔ کہ اتنا روپیہ ہم خرچ کر سکیں۔ اور نہ اتنے آدمی مہیا ہو سکتے ہیں۔ اگر تنخواہ دار مشنریوں کے ذریعہ ہی کام کرنا ہو۔ تو پھر ہزاروں سال تک انتظار کرنا ہوگا۔ مگر یہ غلطی ہے۔ حق آگیا ہے۔ اور ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم دنیا کو اس سے واقف کریں۔ اس لئے یہ ہر ممبر کا فرض ہے۔ کہ وہ اسے پہونچائے۔ اور یہ خدا کا فضل ہے۔ کہ وہ ساری دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ مشنریوں کا فرض صرف تعلیم ہے۔ اشاعت ممبروں کا فرض ہے۔ اور میرا خیال ہی نہیں یقین ہے۔ کہ اگر ہم سب اس ملک میں کوشش کریں۔ تو تھوڑے دنوں میں کامیابی انشاء اللہ ہو سکتی ہے؛

تکالیف ضروری ہیں

میں جانتا ہوں۔ کہ اس راستہ میں تکالیف بھی آتی ہیں لیکن خدا پر ایمان ہو اور سچائی کے ساتھ ایک شخص لگا رہے۔ تو ان تکالیف میں بھی اسے لذت آتی ہے۔ میں نے روم میں کیٹا کومب کو دیکھا ہے۔ یہ زمین میں کھودی گئی ہیں۔ زمین کے نیچے دو سو فیٹ تک چلی گئی ہیں۔ ابتدائی زمانہ میں عیسائیوں کو بڑی تکلیف دیتے تھے۔ اور وہ ان مظالم کی وجہ سے وہاں جا کر رہتے رہے۔ بعض اوقات کئی کئی مہینوں تک رہتے رہے مگر ان تکالیف نے نہ ان کے حوصلوں کو پست کیا۔ اور نہ اپنی تبلیغ سے وہ رکے آخر خدا تعالیٰ نے ان کو کامیاب کیا۔ اگر تم سنجیدگی سے اشاعت اسلام کرو۔ تو مخالفت ضرور ہوگی۔ مگر یہ بھی یاد رکھو۔ کہ جس قدر مخالفت ہوگی۔ اسی قدر ترقی ہوگی اور لوگوں کو توجہ ہوگی۔ غرض یہی ایک طریق ہے۔ جس سے اسلام پھیل سکتا ہے۔ ہم سب یہاں نہیں آسکتے۔ یہ انگریز بھائیوں اور بہنوں کا کام ہے۔ کہ وہ مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے خدا کے اس کام کو کریں۔ تب ہی خدا کی تائید اور نصرت کا وہ معائنہ کرینگے۔ ہماری مخالفت وہاں بہت ہوئی ہے۔ اور اب تک ہوتی ہے۔ مگر ہماری ساری تعداد اسی مخالفت سے بڑھی ہے۔ مجھے گو امید نہیں کہ یہاں اس قدر مخالفت ہو۔ کیونکہ گورنمنٹ مہذب ہے۔ مگر پھر بھی جب لوگ قبول کرنے لگیں گے تو مخالفت ہوگی۔ ہندوستان میں تو یہاں تک مخالفت ہوئی ہے۔ کہ بہار میں ایک احمدی عورت کی لاش کو قبر سے نکال کر کتوں کے سامنے ڈال دیا گیا۔ اس قسم کی مخالفتوں نے جماعت کے ایمان کو بڑھایا ہے اور فراخدل اور منصف مزاج لوگوں کو توجہ ہوگئی۔ افغانستان میں ۳ آدمی حکومت نے قتل کرا دیئے اور دس آدمی دوسرے لوگوں نے۔ ان کے گاؤں جلا دیئے۔ مگر ان باتوں نے جماعت کو وہاں بڑھنے سے روکا نہیں۔ بلکہ وہ آگے بڑھی ہے۔ اور اب پچاس ہزار کے قریب جماعت وہاں ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ میرے بھائی اور بہنیں اشاعت اسلام کے لئے کوشش کرینگی۔ کم از کم جس طرح ہندوستان میں کر رہے ہیں

یہاں کی تعلیم کیلئے انتظام

میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ ایک مشنری مہینے میں کم از کم ایک ہفتہ کے لئے آئیگا۔ پھر رفتہ رفتہ جیسے جماعت بڑھتی جائیگی۔ اسے مستقل کر دیا جائیگا۔ تا کہ وہ جماعت کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرے اسوقت تک آپ لوگوں کو کام کرنا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ تمہاری تائید کرے گا؛

اس تقریر کو سن کر ایک نومسلمہ نے عرض کیا۔ کہ ہم یہی تو چاہتے ہیں؛

اس کے بعد حضرت مخالفت کے متعلق متفرق باتیں بیان کرتے رہے۔ کہ مخالفت اس وقت ہوگی۔ جب قبولیت بڑھیگی مگر ان باتوں سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ مستقل مزاجی اور ثابت قدمی بڑے برکات کو لاتی ہے۔ پھر آپ اسی سلسلہ میں کابل کے واقعات کا ذکر کرتے رہے۔ کہ مرحوم شہید نعمت اللہ نے کس استقلال سے جان دی اور احمدیت کی اشاعت کی۔ اور حکومت کے تشدد کا بھی ذکر کیا۔ کہ ہمارے ساتھ عدم تعرض اور آزادی کا وعدہ کر کے ایسا کیا۔ چونکہ رات بہت زیادہ گذر گئی۔ اور ہوٹل والے بھی گھبرا گئے تھے۔ ٹریم بند ہو چکی تھی۔ اس لئے ان احباب کو حضور نے رخصت کر دیا؛

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی لنڈن میں

(یہ حالات مکرم بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے خط سے مرتب کئے گئے ہیں (ایڈیٹر)

شہید کابل کے متعلق تار ۴ ؍ ستمبر شام کی نماز کے بعد حضور نے کھانا کھایا۔ اور پھر اپنے کمرے میں تشریف لے گئے۔ حضور کی طبیعت اداس تھی۔ اور چہرے پر غم اور رنج کے آثار موجود تھے۔ نماز عشاء کے لئے عرض کرنے کو میں حاضر ہوا۔ تو حضور کچھ لکھ رہے تھے۔ اور نہایت مشغول تھے۔ دو ایک مرتبہ عرض کرنے پہ فرمایا۔ بہت اچھا۔ مولوی رحیم بخش صاحب کو بھیجدو۔ مولوی رحیم بخش صاحب گئے۔ اور کوئی پندرہ منٹ بعد واپس آئے۔ اور نیچے چلے گئے۔ مجھے کہا۔ کہ عرفانی صاحب کو لیتے آنا۔ ہم نیچے گئے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ حضرت نے ایک تار قادیان کے لئے لکھا ہے۔ اور اس کو مولوی صاحب نے ٹائپ کیا اور اسی وقت بڑے تار گھر میں تار دینے کو چلے گئے۔ وہ تار احباب پڑھ چکے ہونگے۔ (یہ تار ۱۱ ستمبر کے الفضل میں شائع ہو چکا ہے) ؛

رقت حضرت صاحب نماز کے لئے تشریف لائے۔ نماز پڑھائی اور پھر بیٹھ گئے۔ چند منٹ کی خاموشی کے بعد حضور نے حافظ روشن علی صاحب کو قرآن شریف سنانے کا حکم دیا۔ حافظ صاحب نے سورہ مومنون شروع کی۔ اور ختم کر دی۔ حضور سر جھکائے چہرہ پر رومال رکھے ایک ہی حالت میں بیٹھے رہے جب سورہ ختم ہوئی۔ تو چند لمحات کے بعد حضور نے سر اٹھایا اور آنکھوں کو رومال سے پونچھا۔ جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ حضور کی آنکھوں میں رقت اور سوز سے نمی یا آنسو آئے ہوئے تھے ؛ تھوڑی دیر تک ادھر ادھر کی باتیں ہوئیں اتنے میں مولوی رحیم بخش صاحب واپس آ گئے۔ پھر حضور نے ان سے مختلف نظمیں سنیں۔ اور اس کے بعد پھر اوراذکار جاری رہے۔ حتیٰ کہ رات کے ٹھیک ۲ بجے حضور مسجد کے کمرہ سے اٹھے ؛

مظلومانہ آواز ۵ ؍ ستمبر ایک بنگالی صاحب جو بہت باثر اور بارسوخ ہیں۔ حضور سے ملنے کے لئے آئے۔ مولوی نعمت اللہ خاں کی شہادت کے ذکر پر کہنے لگے اس واقعہ کے خلاف آواز اٹھانے پر ہندوستان کے مسلمان بھی اور حکومت کابل بھی آپ کے سخت خلاف ہو جائے گی۔ اور آپ کو مشکلات کا سامنا ہوگا۔ حضور نے فرمایا۔ کچھ پرواہ نہیں۔ پہلے کون سے یہ لوگ ہمارے دوست ہیں۔ اب مظلوم ہو کر بھی اگر آواز نہ اٹھائیں۔ تو کیا کریں ؛

اسلامی وقار کا خیال اس پر اس نے کہا۔ کہ اگر حکومت کابل کو اس سے کوئی نقصان ہوا۔ تو آپ کو تکلیف تو نہ ہوگی۔ آخر اسلامی حکومت ہے۔ حضور نے فرمایا۔ کہ اسلامی حکومت کے نقصان کو تو ہم لوگ کسی صورت میں بھی گوارا نہیں کر سکتے۔ اور باوجود مخالفت اور تکالیف کے بھی ہم چاہتے ہیں۔ کہ اسلامی وقار جہاں تک ممکن اور اسلامی شوکت جہاں تک رہ سکے قائم رکھنے میں مدد کریں۔ مگر جہاں حق اور صداقت کا سوال آ جائے۔ اور ان چیزوں کو کسی وجہ سے نقصان پہونچے یا حق و صداقت کے راستہ میں اگر کوئی چیز روک ہو۔ تو اس کی ہم لوگ پھر بالکل پرواہ نہیں کرتے۔ ان باتوں کو سن کر وہ شخص بڑا متاثر ہوا اور اس نے کہا کہ آپ لوگ حق پر ہیں۔ میں آپ کے ساتھ ہوں۔ اور پوری خدمت اور مدد کے لئے حاضر ہوں ؛ ½ ۱ بجے کے قریب حضور اس کی ملاقات سے فارغ ہوئے۔

پٹنی میں نماز جمعہ ½ ۲ بجے فارغ ہو کر نماز جمعہ کے لئے اپنی پٹنی کی مسجد کو گئے۔ نماز جمعہ میں حضور نے سورہ فاتحہ کی آیت اھدنا الصراط المستقیم کی تفسیر فرمائی۔ اور نماز کے بعد جنازے غائب پڑھے۔ پھر کچھ حصہ مضمون مذہبی کانفرنس کا ترجمہ سنا۔

دعوت چاء نماز عصر پڑھا کر حضور خالد شیلڈرک کے مکان پر چاء کے لئے تشریف لے گئے۔ خالد شیلڈرک پرانا مسلمان ہے۔ بہت محبت سے پیش آتا ہے۔ اس کی بیوی نے بھی مکان کے اندر سے السلام علیکم کہا ؛

۸ بجے ایک ہال میں شیلڈرک صاحب نے انتظام کر رکھا تھا۔ کہ اپنے دوستوں کو حضور سے ملاقات کرائیں چنانچہ وقت پر وہاں گئے۔ اور وہاں کے تین انگریز دوست جو نومسلم بتائے جاتے تھے۔ حضور کی ملاقات کے لئے آئے اور چند منٹ تک حضور سے باتیں کرتے رہے ؛

رات کو کام نماز عشاء و مغرب سے پہلے کھانا کھایا گیا بعد میں نمازیں ہوئیں۔ اور ٹھیک بارہ بجے ہم لوگ وتروں کی نماز سے فارغ ہوئے۔ اور حضور نے پھر وہ ترجمہ سننا شروع کیا۔ اور نہ معلوم رات کب تک سنتے رہے۔ میں تو سو گیا تھا ؛

افغانی سفیر کو چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کا خط ۵ ؍ ستمبر کو حسب ذیل خط جناب چوہدری ظفر اللہ خانصاحب نے افغانی سفیر کو لکھا۔

"جناب عالی۔ بذریعہ تار برقی قادیان سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ نعمت اللہ خاں احمدی مبلغ کابل کو محض اس جرم کی پاداش میں سنگسار کیا گیا ہے۔ کہ اس نے ایک ایسے شخص کی صداقت کو قبول کیا۔ جو دنیا کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے اس زمانہ میں مبعوث کیا گیا ہے ؛

جناب عالی۔ یہ خبر ان لوگوں کے لئے جو اسلامی رواداری و آزادی ضمیر کی تعلیم سے واقف ہیں۔ حیرت انگیز ہے۔ کیونکہ ایک بادشاہ کو جو مسلمان ہونے کا دعوےٰ رکھتا ہے۔ اور ایک ایسی سلطنت کو جو اس کوشش میں ہے۔ کہ مہذب تسلیم کی جائے ایسے بدترین جرم کا اپنے آپ کو مجرم ٹھہراتی ہے۔ جو نہایت ہی خلاف انسانیت ہے۔ اور یہ وجہ بھی کہ کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ کہ آپ کی قوم وحشت کے ظلمت کدہ سے نمودار ہوئی ہے۔ ہمیں اسبات پر آمادہ نہیں کرتی۔ کہ ہم یہ خیال کریں کہ ان میں ابھی اس قدر درندگی باقی ہے۔ کہ وہ ایک ایسے شخص کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔ جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے متعلق ان سے اعلےٰ وارفع خیال رکھتا ہو ؛

جناب عالی! آپ کی قوم اور آپ کے فرمانروائے اسلامی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے۔ کچھ بھی استفادہ حاصل نہیں کیا لیکن آپ کے مغربی اقوام سے میل جول نے اگرچہ وہ قلیل عرصہ سے ہی ہو۔ آپ کو بتا دیا ہوگا۔ کہ وہ قوم جو مذہبی اختلاف کی بناء پر دوسرے کے خون کا مطالبہ کرے۔ اور وہ بادشاہ جو ایسے مطالبہ کو پورا کرے۔ دنیا کی نظروں میں ہمیشہ ذلیل رہیں گے۔ حیات بعد الموت کے متعلق میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ والی افغانستان اس آیت قرآنی کا مطلب سمجھنے کے لئے کافی عربی جانتے ہیں۔ من قتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم ...

جناب عالی یہ امر کہ افغان گورنمنٹ نے زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ کہ آزادی ضمیر کا تمام ممالک محروسہ میں اعلان کیا تھا۔ اور یہ کہ جماعت احمدیہ کو بھی اس امر کا یقین دلایا تھا۔ اس واقعہ کی کمینگی اور دھوکہ دہی میں اور بھی اضافہ کر دیتا ہے

جناب عالی! یہ پہلا ہی واقعہ نہیں۔ کہ آپ کے ملک میں بادشاہ کی منظوری سے خدا اور اس کی مخلوق کے خلاف ایسی بزدلانہ اور ذلیل غداری کو روا رکھا گیا ہو۔ یہ خیال کیا جا سکتا تھا۔ کہ وہ سزائے آسمانی جو سابق مجرم کو اس کے بدلہ میں دی گئی۔ اس کے جانشینوں کو ایسے افعال سے باز رکھیگی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس سے کہیں سخت عذاب الٰہی فرمانروایان افغانستان کو انسانیت اور انصاف کے اصول ذہن نشین کرانے کے لئے درکار ہے ؛

جناب عالی! آج آپ کی قوم غالباً اس انسانیت سوز

فعل پر شاداں و نازاں ہے۔ جس نے والئی افغانستان کے ہاتھوں کو ایک بے گناہ کے خون سے رنگ دیا ہے۔ نہیں چاہیئے کہ خائف ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ سے اپنے اور اپنے فرمانروا کے گناہوں کی معافی چاہیں۔ کیونکہ خدا کی چکی آہستہ پیستی ہے۔ لیکن اس کا پسا ہوا بہت باریک ہوتا ہے"۔

وائسرائے ہند کو حضرت خلیفۃ المسیح کا تار

مولوی نعمت اللہ خاں صاحب کی شہادت کے متعلق عذر گناہ بدتر از گناہ کے مطابق ایک شملہ کا تار یہاں کے اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ ان کو سیاسی معاملہ میں قتل کیا گیا ہے۔ اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح نے حسب ذیل تار وائسرائے ہند کو دیا:۔

"میں ہز ایکسیلینسی کی گورنمنٹ سے مؤدبانہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ افغان گورنمنٹ کے مولوی نعمت اللہ خاں کو مذہبی بناء پر سنگسار کرنے پر صدائے احتجاج بلند کرے۔ اخبار ٹائمز کا شملہ کا تار مظہر ہے۔ کہ نعمت اللہ خاں سیاسی امور کی بناء پر قتل کیا گیا۔ کیا یہ گورنمنٹ ہند کا بیان ہے میں باور نہیں کر سکتا۔ کہ گورنمنٹ ہند نے جان بوجھ کر یہ غلط بیانی کی ہو۔ کیونکہ مجھے یقین ہے۔ کہ یہ قتل محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ اور ہندوستان کے دفتر خارجہ نے گذشتہ جون میں آنے والے واقعات کا پہلے سے اندازہ لگا لیا تھا۔ اگر امیر کابل پر مولوی نعمت اللہ خاں کے حملہ کرنے کی تجویز کی مضحکہ خیز روایت درست ہے۔ تو یہ کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ کہ مولوی نعمت اللہ خاں سے چار یا پانچ ماہ قبل دو دوسرے احمدی یعنی غلام رسول اور عبدالحلیم کو گرفتار کیا گیا۔ جن میں سے اوّل الذکر کو پولیس نے ظلم و تشدد کرنے کے بعد چھوڑ دیا۔ اور وہ دو ہفتہ کے بعد فوت ہو گیا۔ میری قادیان سے روانگی کے وقت تک عبدالحلیم زیر حراست ہی تھا۔ اور معلوم نہیں اس کا کیا حشر ہوا۔ علاوہ ازیں افغان گورنمنٹ گورنمنٹ ہند کو کیوں مجبور کرتی تھی۔ کہ ڈاکٹر فضل کریم صاحب کو جو سفارت برطانیہ کے ساتھ تھے۔ ان کے احمدی ہونے کی وجہ سے انہیں واپس بلا لیا جائے۔ کیا یہ سب کچھ اس مزعومہ چھاپہ کی پیش بندی کے طور پر تھا۔ مجھے یقین نہیں آتا۔ کہ گورنمنٹ ہند بجائے احمدیوں سے ہمدردی کرنے کے جس کا مرکز اس کی حدود میں ہے۔ اور جنہوں نے سخت مشکلات میں گورنمنٹ کی مدد کرنے میں بڑی بڑی قربانیاں کی ہیں۔ ان کے صدمہ اور رنج میں امیر پر حملہ کرنے کی مضحکہ انگیز کہانی کی تصدیق اور اشاعت کر کے اضافہ کرے گی"۔

میاں عبدالرحیم صاحب کی طرف سے دعوت ۶ ستمبر کو نواب عبدالرحیم خاں صاحب نے ۴ بجے چند بزرگوں کی سیوائے ہوٹل میں چائے کی دعوت کی۔ ۵ پونڈ صرف چاء پر خرچ ہوئے۔ ہوٹل اتنا بڑا بتایا جاتا ہے۔ کہ اس کے اندر کوچے اور بازار ہیں۔

الفضل کا خیال

حضرت صاحب نے میرے ہاتھ میں اخبار دیکھ کر فرمایا۔ اخبار آ گیا۔ میں نے عرض کیا حضور الحکم ہے۔ فرمایا الفضل نہیں آیا۔ میں نے بمبئی کے دوستوں سے الفضل بھی منگایا ہوا تھا۔ عرض کیا حضور ہے۔ فرمایا لاؤ۔ میں تو بہت تلاش میں ہوں۔ چنانچہ وہ پیش کیا۔ اور حضور لے کر کمرہ میں تشریف لے گئے۔

سابق ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی ملاقات

۹ ستمبر ½۵ بجے مسٹر ڈونلسن ملاقات کے لئے آئے۔ پورا ایک گھنٹہ گفتگو ہوتی رہی۔ اس کے بعد مسٹر ڈونلسن چلا گیا۔ اور حضور نے نمازیں ادا کرائیں۔ اور تھوڑی دیر تک بیٹھے باتیں کرتے رہے فرمایا۔ مسٹر ڈونلسن کا خیال تھا۔ کہ وہ مجھے بھی بچوں کی تربیت کی ایسوسی ایشن کا ممبر بنائے۔ کہتا تھا۔ کہ صرف ایک شلنگ فیس ادا کرنے سے ممبر ہو سکتا ہے۔

مختصر ضروری خبریں

برطانی پارلیمنٹ توڑ دی گئی

آکسفورڈ ۹ اکتوبر وزیر اعظم نے آج بعد دوپہر دارالعوام میں مطلع کیا۔ کہ پارلیمنٹ توڑ دی جائے گی۔ میں اس واسطے آج صبح بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا۔ اور اس سے پارلیمنٹ کے توڑے جانے کی درخواست کی۔ بادشاہ سلامت نے مجھے یہ اطلاع دینے کی پوری اجازت دے دی ہے۔ کہ وہ پارلیمنٹ کے توڑے جانے پر راضی ہو گئے ہیں۔ اس اطلاع پر مزدور ممبران نے زور سے چیرز دیئے۔ چھ بجے شام تک ہوس کا اجلاس ملتوی کر دیا گیا۔ دارالعوام نے چھ بجے شام پھر اپنا اجلاس کیا۔ اسپیکر۔ وزیر اعظم اور مسٹر بالڈون لیڈر مخالف پارٹی دارالامراء میں بادشاہ کی تقریر سننے کیلئے گئے۔ جہاں سے بادشاہ سلامت نے پاس شدہ بلوں کی منظوری دی۔ اور کہا کہ پارلیمنٹ توڑ دی گئی ہے۔

سرحد عراق کے متعلق ترکوں اور انگریزوں میں جھگڑا

آکسفورڈ ۹ اکتوبر۔ سرحد عراق پر ترکی حملہ کے متعلق جو دو یادداشتیں ترکوں کی طرف ارسال کی گئی تھیں۔ ان کا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس جواب نہ دینے اور سرحد عراق کے اندر ترکی افواج کی پیہم موجودگی کو انگلستان میں روز افزوں اضطراب کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں رہا۔ کہ ترکوں کا سکوت اور فوجوں کو کمک بھیجنا اس پر دلالت کرتا ہے۔ کہ یہ تمام کارروائی ترکوں کی قطعی اور حتمی حکمت عملی کے ماتحت عمل میں لائی گئی ہے۔ اس معاملہ کا تعلق صرف برطانیہ سے نہیں ہے۔ بلکہ مجلس اقوام کا بھی اس میں لگاؤ ہے۔ کیونکہ عراق کی حکمبرداری برطانیہ کو مجلس اقوام ہی نے سونپی ہے۔

لنڈن ۱۰ اکتوبر۔ ٹائمز نے سرحد عراق پر ایک مقالہ افتتاحیہ تحریر کیا ہے۔ جس میں وہ رقمطراز ہے کہ ترک اس بات سے بہت دور ہیں۔ کہ اپنے موجودہ قول کا پاس کریں۔ اور وہ اپنے جابرانہ اقدام عمل سے اس عزم کا اظہار کر رہے ہیں کہ جس فیصلہ کی پابندی کا انہوں نے عہد کیا ہے۔ وہ اس کی پیش بندی کرنا چاہتے ہیں۔ حکومت برطانیہ یہ برداشت نہیں کر سکتی۔ کہ ترک اس طرح سے عہد نامہ کو پامال کر دیں۔ انگریز ترکی حملوں کے مزاحم ہونگے۔

الہ آباد میں ہندو مسلم فساد

الہ آباد ۱۰ اکتوبر۔ کل الہ آباد میں پھر ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ یہ چپقلش الہ آباد کوتوالی سے ایک میل کے فاصلہ پر میر پور میں رونما ہوئی۔ ہندوؤں کے محلات میں مکانات توڑ دیئے گئے۔ اور لوٹ کھسوٹ برپا کر دی گئی۔ اطلاعات سے ہویدا ہوتا ہے۔ کہ مسلمان جن کو نقارے بجا بجا کر اکٹھا کیا گیا تھا۔ ہندوؤں کے مکانات پر حملہ آور ہوئے۔ اور بہت سے ایسے مسلمان جنہوں نے ڈھول لٹکائے ہوئے تھے۔ ان کو گرفتار کر لیا گیا۔ تازہ ترین اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب سے فسادات شروع ہوئے ہیں۔ اس وقت سے لے کر آج تک ۹ آدمی ہلاک اور ۱۰۱ زخمی ہو چکے ہیں۔ زخمیوں میں سے دو زخمی کل ہسپتال میں مر گئے۔ پولیس نے دو مقامات پر گولی چلائی۔ نقارخانہ میں لڑائی اس وجہ سے ہوئی۔ کہ مسلمانوں نے بعض ہندوؤں پر حملہ کر دیا۔ اور ان میں سے ایک کے مکان کا احاطہ کر لیا۔ یہاں ایک مسلمان مارا گیا۔ اور تین مسلمان زخمی ہوئے۔ ایک ہندو نے مجمع پر بندوق چلا دی۔

گڑھوال میں سیلاب سے تباہی

لین سڈون سے ایسوسی ایٹڈ پریس کا نمائندہ لکھتا ہے۔ ضلع گڑھوال میں فصلوں کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ ۲۷ ستمبر سے ۵ اکتوبر تک لینسڈون میں نہ ڈاک موصول ہوئی۔ اور نہ تار کھیت بالکل برباد ہو گئے ہیں۔ گنگا کے درمیانی سوتوں پر جتنے پل تھے سب بہہ گئے ہیں۔ دریا کے کنارے کی دیہاتی اور شہری عمارتیں گر گئیں۔ اور خاندان کے خاندان دب کر مر گئے۔

(باہتمام عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)